(Urdu)

623
10/11

2706 — 35 — P

پیام بیداری

قومیت کی روح پھونکنے والی

ولولہ انگیز نظموں کا

نادر گلدستہ

از سردار نونہال سنگھ صابر ٹوہانوی ڈرامہ نگار

مصنف راجکماری للتا

مطبوعہ چندر گپت پریس چاوڑی بازار دہلی

PRICE TWO AS

Payam Bedari by Sardar Nonehal Singh
Rajkumari Lalita
2706

بھارت ماتا کے ... سپوتو!

تمہارے وطن میں آزادی کے ... جد وجہد ہو رہی ہے۔

دیش بھگت شمع وطن پر پروانہ وار قربان ہو رہے ہیں۔

دیش کے کونے کونے میں انقلاب کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔

کیا اس وقت بھی تم "سوز فراق" "شوقِ وصال" جیسی مخرب اخلاق اور فضول غزلیات سے پُر کتابوں سے دل بہلاتے رہو گے؟.....

نوجوانو! اصنام خیال کی پرستش چھوڑو۔ اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا... سچے وطن پرست بن کر شاہدِ آزادی سے عشق کرو۔ اسی کے وصال کا شوق اور اسی کے فراق میں جلو...... اسی کے لئے جیو۔ اسی کیلئے مرو... عاشقانہ غزلوں کو چھوڑ کر دیش بھگتی کی روح پھونکنے والی نظموں کا مطالعہ کرو تاکہ تمھارے دل میں جذبۂ حُریت بیدار ہو اور مُلک جلد از جلد آزادی کی منزل تک پہنچ سکے۔

مصنف

NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No 2706
Date 1:3:72
GOVT. OF INDIA
68

IMPERIAL RECORD DEPARTMENT
RECEIVED.
31 OCT. 1932

پیامِ بیداری

اُٹھو نوجوانو! اُٹھو نوجوانو!!

اُٹھو چشمِ غفلت ذرا مل کے دیکھو ۔ دگرگوں ہے حالت اُٹھو چل کے دیکھو

نئے ولولے ہیں

نئے حوصلے ہیں

نئے دور کے سب جواں منچلے ہیں

اُٹھو ان جوانوں کا پیغام سُن لو ۔ نہیں ہے یہ ہنگامِ آرام سُن لو

اُٹھو نوجوانو! اُٹھو نوجوانو!!

دلیرو اُٹھو وقت ہے امتحاں کا ۔ اُٹھو توڑ کر جالِ خوابِ گراں کا

یہ غفلت بُری ہے

یہ عادت بُری ہے

خدا جانتا ہے یہ حالت بُری ہے

یہی حال ہی تو پریشان ہو گے ۔ ابھی وقت ہے پھر پشیمان ہو گے

اُٹھو نوجوانو! اُٹھو نوجوانو!!

کرو اپنے دل میں کچھ احساس پیدا ۔ کہ ہوں جاں نثارِ وطن اُس سے پیدا

بنو مردِ میداں

کرو جان قرباں

بلیدان ہے نوجوانوں کے شایاں

148
B
891.43
Sa13P

وطن پر تصدّق کرو زندگانی | کہ یہ موت ہی زیست جاودانی

اُٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!!

جوانو نہیں وقت اب پیش و پس کا | کہ یہ "روگ" ہے اب تمہارے ہی بس کا

تمہیں ہو مسیحا

کرو کچھ مداوا

جوانو! وفا کا یہی ہے تقاضا

وفا کے لئے جان پر کھیل جاؤ | یہ اک کھیل ہے آن پر کھیل جاؤ

اُٹھو نوجوانو! اُٹھو نوجوانو!!

سنو اُٹھ کے پیغام لعل و جواہر | بڑھو کٹ مرو جاں نثار و وطن پر

جو آزاد ہوگا

تو آباد ہوگا

وگرنہ یونہی دیش برباد ہوگا

اُٹھو نوجوانو! سماں کو بدل دو | جہاں تو جہاں آسماں کو بدل دو

اٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!!

اٹھو انتہا ہوگئی بیدلی کی | اٹھو گر تمہیں قدر ہے زندگی کی

کفن زیب سر ہو

تو سر ہاتھ پر ہو

قضا کا نہ مطلق کسی کو خطر ہو

چلو سوئے میدان بن کے سپاہی | وطن کے پُجاری وطن کے سپاہی

اُٹھو نوجوانو! اُٹھو نوجوانو!!

ذرا تو وطن کی غریبی کو دیکھو | سیاہ بختی و بدنصیبی کو دیکھو

اُٹھو جاں نثارو

وطن کے ستارو

غلامی کی لعنت کو سر سے اُتارو

قسم کھاؤ سوراج لیکر رہینگے | کہو! کل نہیں آج لیکر رہینگے

اُٹھو نوجوانو! اُٹھو نوجوانو!!

اگرچہ یہ منزل نہایت کڑی ہی | حوادث کا خطرہ یہاں ہر گھڑی ہی

جفا سے نہ ڈرنا

بلا سے نہ ڈرنا

یہاں تک کہ اپنی قضا سے نہ ڈرنا

بلا سے اگر جان جاتی ہی جائے | مگر آنچ آنِ وطن پر نہ آئے

اُٹھو نوجوانو! اُٹھو نوجوانو!!

فریڈم نہیں دھمکیوں سے ملیگی | یہ نعمت تو قربانیوں سے ملیگی

(آزادی)

شہادت کے پیاسے

نڈر ہر جفا سے

وطن کو چھڑائینگے دامِ بلا سے

جو ہمت ہے دل میں تو صابر یقیں ہی | کہ آزاد ہونا بھی مشکل نہیں ہی

صابر۔ ٹوہانوی۔

عزم صمیم

ٹھان لی ہے اب کرینگے دیش کو آزاد ہم
توڑ ڈالینگے قفس کی تیلیاں صیاد ہم

سرفروشانِ وطن باندھے ہوئے سر پر کفن
ڈھونڈتے پھرتے ہیں اپنے واسطے جلاد ہم

آپ مٹ جائینگے یا تجھکو مٹا دینگے مگر
زندگی میں تو اٹھائینگے نہ یہ بیداد ہم

خون سے پر کاسۂ سر دینگے آزادی کی بھینٹ
اس طرح سوراج دیوی کو کرینگے شاد ہم

زندگی پیاری نہیں ہم موت سے ڈرتے نہیں
دار پر ہنس ہنس کے چڑھتے ہیں ستم ایجاد ہم

کب تلک منقار زیر پر کئے بیٹھینگے ہم
کب تلک کرتے رہینگے نالہ و فریاد ہم

زندگی بھارت کو دے جائینگے اپنی موت سے
ہو کے خود برباد کر دینگے وطن آباد ہم

آفتیں صابر ہمارے سر پہ آئینگی تو کیا
کر چکے ہیں اپنے دل پتھر جگر فولاد ہم

دیش کی خاطر

میدان میں رکھا ہے قدم دیش کی خاطر
سر دینے کی کھائی ہے قسم دیش کی خاطر

دنیا کو دکھا دینگے اسے اوجِ فلک پر
ہاتھوں میں لیا ہے جو علم دیش کی خاطر

نازوں سے ہمیں پالا ہے ماں باپ نے لیکن
بن جائینگے ہم خوگرِ غم دیش کی خاطر

یہ کتنا ستم ہے کہ ستم کرتا ہے صیاد
فریاد بھی کرتے ہیں جو ہم دیش کی خاطر

آنکھوں سے یہ غم دیش کا دیکھا نہیں جاتا
گریاں ہے میری چشمِ الم دیش کی خاطر

دکھلا دینگے ہم ہمت مردانہ کے جوہر
ہنس ہنس کے اٹھائینگے ستم دیش کی خاطر

تلوار کا ڈر ہے نہ ہمیں دار کا ڈر ہے
مرنے کے لئے جیتے ہیں ہم دیش کی خاطر

ظالم تیرے قدموں میں یہ سر جھک نہیں سکتا
جس سر نے کہ ہونا ہو قلم دیش کی خاطر

سر اپنا اسی بات پہ اونچا ہے کہ صابر
ہر وقت اسے رکھتے ہیں خم دیش کی خاطر

تقدیر بھارت

بگڑ جاتی ہے کیوں بن بن کے ہر تدبیر بھارت کی
بنا دے یا خدا بگڑی ہوئی تقدیر بھارت کی

بھڑک اے آتش غیرت اچھل اے جوش آزادی
کہ اب ہم سے سہی جاتی نہیں تحقیر بھارت کی

جفا کارو سنبھل جاؤ جلا کر خاک کر دیگی
ہمارے دل سے اٹھ کر آہ پر تاثیر بھارت کی

نحیف و زار پابند سلاسل بے زر و بے پر
ہے کتنی جانگداز و دل شکن تصویر بھارت کی

مصیبت کی گھڑی ہے دردمندان وطن آؤ
خبر لو زخم خوردہ غمزدہ دلگیر بھارت کی

جو پروانوں کی صورت شمع آزادی پہ جلتے ہیں
بڑھا دینگے زمانے میں وہی توقیر بھارت کی

تڑپ ہو گر ہمارے دل میں صابر مہر آزادی
تو اک جھٹکے میں رکھدیں توڑ کر زنجیر بھارت کی

بیدار ہونا چاہیئے

نوجوانو اب ہمیں بیدار ہونا چاہیئے
دیش سیوا کے لئے تیار ہونا چاہیئے

جو بہادر ہیں انہیں چھتری کی حاجت ہی نہیں
ان کے سر پہ سایہ تلوار ہونا چاہیئے

بستر راحت سے اٹھ کے اب وطن کے واسطے
ہر مصیبت سے ہمیں دوچار ہونا چاہیئے

دل میں سوزِ قوم ہو سینے میں دردِ حریت
آنکھ کو ہجرِ وطن خونبار ہونا چاہیئے

آشنائے درد ہو پہلو کلیجہ داغدار
اور جگر کو تشنۂ آزار ہونا چاہیئے

مدتوں سے ہی گلستانِ وطن اجڑا ہوا
یہ ہمارے خوں سے لالہ زار ہونا چاہیئے

غیرتِ قومی سے آجائے حمیت جوش میں
ہر رگِ خوں ایک محشر زار ہونا چاہیئے

دیش و جاتی کا ہمیں غم خوار ہونا چاہیئے
مادرِ بھارت سے ہم کو پیار ہونا چاہیئے

مشتعل ہو جائے جب سینہ میں آزادی کی آگ
ہر نفس کو آہِ آتش بار ہونا چاہیئے

یا تو آزادی سے صابر ہو ہمارا سر بلند
یا ہمارے سر کو زیبِ دار ہونا چاہیئے

جذبۂ حریت

ہماری مہر و وفا کے بدلے جو ہم پہ جور و جفا کرینگے۔
ہم ایسے بیدرد ظالموں کے غلام کب تک رہا کرینگے

یہ جانتے ہیں کہ ہم وطن کیلئے جو آہ و بکا کرینگے
ستم کے پتلے جفا کے عادی ستم کرینگے جفا کرینگے

غضب کرینگے ظلم کرینگے غضب کے فتنے بپا کرینگے
شکارِ بیداد صیدِ آفت اسیرِ رنج و بلا کرینگے

دبانا چاہینگے سختیوں سے وہ جوشِ جذبۂ حریت کو
مصیبتوں میں وطن پرستوں کو ہر طرح مبتلا کرینگے

ستایا جائیگا خادمانِ وطن کو بیداد ناروا سے

کہیں پہ لاٹھی کہیں پہ گولی کہیں پہ ہنٹر چلا کرینگے

جلاوطن کوئی ہوگا۔ کوئی عبور دریائے شور ہوگا

چڑھایا جائیگا کوئی سولی کسی کو بے دست و پا کرینگے

جو نشتروں کو لگائے پھرتے ہیں زہر قاتل دوا کے بدلے

طبیب بنکر ہمارے زخمِ جگر کی وہ کیا دوا کرینگے

وہ اپنی خودغرضیوں پہ قرباں کریں جو انصاف کو تو کردیں

ہم اپنے پیارے وطن کی خاطر جو فرض ہوگا ادا کرینگے

لڑینگے آزادیِ وطن کیلئے کہ جب تک ہی جان تن ہیں

جئیں گے آزاد ہوکے ورنہ غلام جی کر بھی کیا کرینگے

جو ناز کرتے ہیں اپنی طاقت پہ شوق سے طاقت آزمائیں

وہ جس قدر سختیاں کرینگے ہمارے حق میں بھلا کرینگے

اُٹھائینگے اپنے سر پہ آفت خوشی سے جھیلینگے ہر مصیبت

یہ ٹھان لی ہے کہ اب وطن کو مصیبتوں سے رہا کرینگے

جو اُن سے ہوگا سو وہ کرینگے جو ہم سے ہوگا سو ہم کرینگے

جفا کے عادی جفا کرینگے وفا کے بندے وفا کرینگے

کسی کی تیغِ جفا سے صابر شہید ہونگے تو نام ہوگا

وہ عاشقانِ وطن ہیں ہم کہ خوشی سے جان بھی فدا کرینگے

سوزِ دل

دل ہے فولاد کا۔ پتھر کا جگر رکھتے ہیں | جان جوکھوں میں کفِ دست پہ سر رکھتے ہیں

خوں رلائیگا تجھے بھی میرا افسانۂ غم　　ہمقفس پوچھ نہ کیوں دیدۂ تر رکھتے ہیں
کیوں نہ تڑپائے ہمیں اپنے وطن کی حالت　　سوزِ دل رکھتے ہیں ہم دردِ جگر رکھتے ہیں
اے جفاکار تو مظلوم کی فریاد سے ڈر　　یہ وہ بندے ہیں کہ آہوں میں شرر رکھتے ہیں
وہ تہی دست ہیں جو زور نہ زر رکھتے ہیں　　جذبۂ حُبِ وطن دل میں مگر رکھتے ہیں
کس کو دیتے ہو بھلا دار و رسن کی دھمکی　　کیا ڈراتے ہو کہ ہم تیر و تبر رکھتے ہیں
ہم کو پستول کا ڈر ہے نہ سنگینوں کا خطر　　مردِ میدان ہیں ہم سینہ سپر رکھتے ہیں
کوئی بھالا ہے نہ خنجر ہے نہ بم ہاتھوں میں　　اور نہ تلوار کو ہم زیبِ کمر رکھتے ہیں
تم کو طاقت کا بھروسہ ہے جو بیداد گرو　　ہم کو یہ ناز کہ نالوں میں اثر رکھتے ہیں
رہنماؤں کی تمنّا ہے نہ رہزن کا خطر　　ہم وہ راہرو ہیں کہ منزل پہ نظر رکھتے ہیں

ہم بھی آزاد وطن کو کبھی دیکھیں صابر
یہ دعا وردِ زباں شام و سحر رکھتے ہیں

جذبۂ ایثار

بلا سے ہم کو لٹکائے اگر سرکار پھانسی سے　　لٹکتے آئے اکثر پیکر ایثار پھانسی سے
لبِ دم بھی نہ کھولی ظالموں نے ہتھکڑی میری　　تمنّا تھی کہ کرتا میں لپٹ کر پیار پھانسی سے
کھلی ہے مجکو لینے کیلئے آغوشِ آزادی　　خوشا کہ ہو گیا محبوب کا دیدار پھانسی سے
کبھی او بیخبر! تحریکِ آزادی بھی رکتی ہے　　بڑھا کرتی ہے اسکی تیزیٔ رفتار پھانسی سے
یہاں تک سرفروشانِ وطن بڑھ جائینگے قاتل　　کہ لٹکانے پڑینگے نِت تجھے دو چار پھانسی سے
نظر آئینگے ہر سو شمعِ آزادی کے پروانے　　ہزاروں مردہ دل ہو جائینگے بیدار پھانسی سے

فرشتے آسمان سے بہرِ پابوسی اُترتے ہیں
کہ صابر جھولتے ہیں فرطِ غیض سے سرِ دار پھانسی پے

دعوتِ عمل

جوانمردو نکل آؤ کمر باندھے ہوئے گھر سے — سرِ میدان سر دیکے اُتارو قرض کو سر سے
ملے گی ہمکو آزادی ہمارے زورِ بازو سے — نہ تدبیر سے جو ملتا ہی نہیں ملتا مقدر سے
ستمگر کو دکھا دینگے کہ ہم مطلق نہیں ڈرتے — تبر سے توپ سے پستول سے بیکاں سے خنجر سے
وطن کی خاک کا ایک ایک ذرہ ہمکو پیارا ہے — زمرد سے عقیق و لال سے الماس و گوہر سے
بیابانوں کو ہم رشکِ گلستاں کر کے چھوڑینگے — کہ ہے سیلابِ خوں جاری ہماری دیدۂ تر سے
وطن کے عشق میں سولی پہ چڑھ جانا گوارا ہے — وہ بزدل ہم نہیں ہٹ جائیں جو سمجھے موت کے ڈر سے
زمانہ جسکی بیداوری سے عشرت کے دن کاٹے — ستم ہے کہ وہ اِک نانِ شبینہ کیلئے ترسے
جو اپنے ہاتھ سے محنت کرے تقدیر کو روئے — غضب ہے کہ لٹیرے راتدن کھیلا کریں زر سے

پریشاں حال ہے مجبور ہے لاچار ہے کیا تار
یہ حالت دیکھکر چھپتے ہیں صابر دل میں نشتر سے

کب تک

خدایا ہم غریبوں پہ نہ ہوگا مہرباں کب تک — رہے گا ہند کا گلزار پامالِ خزاں کب تک
نہ ہوگا کب تلک نخلِ تمنا اپنا بار آور — نہالِ آرزو یارب نہ ہوگا گلفشاں کب تک
جلا کر خرمنِ اُمید کو کر ڈالا خاکستر — گرینگی آسماں سے کشتِ دل پر بجلیاں کب تک

کسی نے یہ بھی پوچھا آجتک سرمایہ داروں سے
رہیگا گردنِ مزدور پہ خنجر رواں کبتک؟

جلاہی دیگی ایکدن میری آہوں کی شرر باری
سلامت رہ سکیگی اس قفس کی تیلیاں کبتک

شہیدانِ وطن نے خوں سے سینچا نخلِ آزادی
اسے ہم بے ثمر دیکھا کریں اے آسماں کبتک

یہ بے داد و ستم پھر اُسپہ فرمانِ زباں بندی
اے دائی! اے بسی بیداد گر ضبطِ فغاں کبتک

زباں ہی وقفِ نالہ محوِ گریہ دیدۂ پُرخوں
رہینگے ہم درین حالت نوا سنج فغاں کبتک

محبّانِ وطن مجرم تو احرارِ وطن باغی
یہ خوں انصاف کا ظالم یہ چیرہ دستیاں کبتک

پڑے ہیں بند زندانوں میں آزادی کے شیدائی
پرستارانِ بھارت پر رہینگی سختیاں کبتک

کبھی تو خون معصوموں کا صابر رنگ لائیگا
بھلا یوں رائیگاں جائینگی یہ قربانیاں کبتک

آزمائش

اٹھو اہلِ وطن دیکھو وطن کی آزمائش ہے
کھڑا ہے امتحاں ہر مرد و زن کی آزمائش ہے

یہ کہہ کر جل گئے شعلۂ آزادی کے پروانے
یہ تو گر جذبۂ حبِ وطن کی آزمائش ہے

بجھا کر زہر میں تیر جفا چھوڑے ہیں ظالم نے
ہجومِ عاشقانِ پُرامن کی آزمائش ہے

گلہ ذوقِ طپیدن کو ہے قاتل کی نزاکت کا
نمک کو زخمہائے خندہ زن کی آزمائش ہے

دعائے بلبلِ شیدا سے کیا بادِ بہاری کو
میرے دستِ جنوں و پیرہن کی آزمائش ہے

فلک! پھر دیدۂ عالم کو بازیگاہِ بہارت میں
تیرے رنگِ تماشا بافتن کی آزمائش ہے

زبردستی دھکیلے جا رہے ہیں قید خانوں میں
فلک پر بھی محبانِ وطن کی آزمائش ہے

میں وہ جانباز کہ مر جاؤں آنکھوں کے اشارے سے
میری گردن پہ کیوں دار و رسن کی آزمائش ہے

فلک پر اجتماع ہے انقلاب انگیز روحوں کا
زمیں پر اک جوانِ بم فگن کی آزمائش ہے

بنایا پالیسی نے سبحہ و زنار کا پھندہ
دور اندیشیٔ شیخ و برہمن کی آزمائش ہے

کسے ہے امتحاں صابر تیری شعلہ بیانی کا؟
یہاں سر چاہیئے پستول و گن کی آزمائش ہے

صدائے انقلاب

مردہ دل جی اُٹھتے ہیں سُنکر صدائے انقلاب
کیا حیات افروز ہے بانگ درائے انقلاب

غیر ممکن ہے کہ وہ ظلمت کدہ روشن نہو
نور کی بارش کرے جسمیں ضیائے انقلاب

اب شگفتہ غنچۂ اُمید ہو جانیکو ہے
لیکے پیغامِ بہار آئی ہوائے انقلاب

آہ آتشِ بار مزدورِ فسردہ دل کی ہی
کیوں نہ سرمایہ پرستوں کو جلائے انقلاب

جو ستم کے تیر مظلوموں پہ برساتی رہی
ان پہ بجلی بن کے برسیگی بلائے انقلاب

زیست کی خواہش ہے تجھکو گر شفا مطلوب ہے
اے کسانِ! زخم خوردہ لے دوائے انقلاب

اے کہ رہتی ہے وطن کے غم میں تیری آنکھ تر
اے کہ تیرا دل تڑپتا ہے برائے انقلاب

اے کے سوتے جاگتے لیتا ہے آزادی کی خواب
اے کہ تیرے دل کو بھائی ہے فضائے انقلاب

اے کہ سینے میں تیرے رہتا ہے دردِ حریت
اے کہ تیرے لب پہ رہتا ہے نوائے انقلاب

سر فروشی کی تمنا ہے تو آ میدان میں
شمر سے کم تو کیا سمجھتا ہے سنائے انقلاب

چھوڑ طوفانِ حوادث میں یہ کہکے اپنی ناؤ
الحفیظ والمدد یا ناخدائے انقلاب

کھیل اپنی جان پر ان جانبازوں کی طرح
اپنے خون پر دھر گئے ہیں جو بنائے انقلاب

بندگانِ عشق کی تقلید میں سولی پہ چڑھ
ہوں دمِ آخر زباں پر نعرہ ہائے انقلاب

نوش کر جامِ شہادت شوق سے قربان ہو
گر تیری صابرؔ یہ خواہش ہی کہ آئے انقلاب

ایک جلاوطن کے جذبات

آنکھوں میں کھنچ رہا ہی میرے وطن کا نقشہ
وہ ہموطن عزیزوں کی انجمن کا نقشہ

سوزِ غمِ وطن سے غربت میں بن گیا ہوں
تصویر درد و غم کی رنج و محن کا نقشہ

اک آگ سی بدن میں لگتی ہے یادِ گل سے
پھرتا ہے جب نظر کے آگے چمن کا نقشہ

رگ رگ میں کھولتا ہی خوں سوزشِ جگر سے
جب دیکھتا ہوں اپنے پیارے وطن کا نقشہ

اے انقلابِ گردوں کب تک جما رہیگا
میرے وطن کی راہ میں اُس رہزن کا نقشہ

جو صورت آشنا تھی حیرت سے تک رہی ہیں
کتنا بگڑ گیا ہے مجھ خستہ تن کا نقشہ

صابرؔ یقین ہے کہ نیرنگئ زمانہ
کھینچیگی پھر وطن میں عہدِ کہن کا نقشہ

حالتِ قوم

کسقدر پست زمانے میں ہی حالت اپنی
اپنے گھر میں ہی نہیں حیف حکومت اپنی

مال اپنا ہے نہ زر اپنا نہ دولت اپنی
تاب اپنی نہ تواں اپنی نہ طاقت اپنی

عیش و آرام زمانے کی ہیں غیروں کیلئے
رنج اپنا ہے محن اپنا مصیبت اپنی

غیر کا طالعِ بیدار نصیبا روشن
بخت بگڑا ہوا پھوٹی ہوئی قسمت اپنی

سیر مقسوم میں غیروں کے چمن زار کی
قید اپنی ہے قفس اپنا حراست اپنی

برکتیں رحمتیں قدرت کی ہیں غیروں کیلئے
آفتیں اپنی ستم اپنے ہیں کلفت اپنی

ہے فراوانی و آسودگی غیروں کیلئے
تنگدستی و زبوں حالی و قلّت اپنی

کامرانی سے ہم آغوش ہیں اغیار مگر
اپنے ارماں ہیں یاس اپنی ہی حسرت اپنی

دم گھٹا جاتا ہے گو ضبطِ فغاں سے صابر
لب تک آنے نہیں دیتے وہ شکایت اپنی

مادرِ ہند[1]

مادرِ ہند! زمانے میں تو آباد رہے
ہم بلا سے ہوں گرفتار تو آباد رہے

ہم پہ سو آفتیں نازل ہوں مصائب آئیں
تو مگر خوش رہے خرّم رہے دلشاد رہے

تیری خدمت کیلئے جب سے کمر بستہ ہیں
کسی کو پرواہ ہے کہ آباد یا برباد رہے

کسقدر ہم پہ جفا گر نے جفائیں توڑیں
تختۂ مشقِ ستم موردِ بیداد رہے

ہم وہ بندۂ وفا ہیں کہ کبھی آہ نہ کی
دل کو روکے ہوئے تھامے ہوئے فریاد رہے

ہم نے پیچھے نہ ہٹایا کبھی میداں سے قدم
تیغ کھینچے ہوئے گو سامنے جلّاد رہے

ترانہ دیش بھگتی

ہم پہ بیداد وہ کرتے ہیں تو حیرت کیسی
عشق ہے جسکو وطن سے اُسے راحت کیسی

خون رگ رگ میں تڑپتا تھا نکلنے کیلئے
تیغ قاتل نے نکالی میری حسرت کیسی

جو گدایانِ وطن ہیں اُنہیں آرام کہاں
عیش مقسوم میں ان کے کہاں عشرت کیسی

جن کے دل دردِ وطن سے سدا ناشاد رہے
کیا خبر ان کو کہ ہوتی ہے مسرت کیسی

[1] نظم ہذا کے بقایا اشعار صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرماویں۔

غیر خون چوس رہے تھے ہمیں معلوم نہ تھا
سونے والوں پہ تھی چھائی ہوئی غفلت کیسی

ہر نفس اپنا شرربار ہے دشمن کیلئے
مشتعل دلمیں ہوئی آتش غیرت کیسی

درد جب دلمیں وطن کے لئے پیدا ہو جائے
پھر جگر کا دئیے فریاد سے فرصت کیسی

ٹھان لی قیدِ غلامی سے نکل جانے کی
دل جو آزاد ہے صیّاد احراست کیسی

خدمتِ ملک کی خاطر جو ہو نازل ہم پر
یہ تو آرام ہے راحت ہی مصیبت کیسی

جان دینے کو جو تیار ہیں بھارت کیلئے
اُن کو تلوار کا ڈر۔ وار کی دہشت کیسی

دیش بھگتی کا جو صابر نے ترانہ گایا
کیا کہیں ہم کو میسّر ہوئی فرحت کیسی

شیدائے وطن

دل وہ دل ہی نہیں جسکو نہ ہو پروائے وطن
سر وہ سر ہی نہیں جسکو نہ ہو سودائے وطن

سختیاں سارے زمانے کی گوارا ہیں مگر
یہ ستم ہم نہ اٹھائینگے کہ غم کھائے وطن

سیر گلشن کی مبارک ہی تمہیں جاؤ گرد
بلبلو مجھکو مبارک میرا صحرائے وطن

جب سے کہ وادیِ غربت میں قدم رکھا ہی
چٹکیاں لیتی ہے سینے میں تمنّائے وطن

بڑھ کے فردوس بریں سے بھی ہی بہار تربت میرا
سر بسجدہ ہیں فرشتے بھی تہِ پائے وطن

ہے دم مرگ میری دیدۂ مشتاق کھلی
یہ تمنّا ہے کہ آنکھوں میں سما جائے وطن

روسیہ، ننگِ وفا، مفسد و غدار ہیں وہ
جنگ آزادی سے ڈرتے ہیں جو رسوائے وطن

رات دن دیش کی خدمت میں لگے رہتے ہیں
جنکو کچھ دردِ وطن ہی جو ہیں شیدائے وطن

اس قدر مجھکو ہی بھارت سے محبت صابر
لوگ کہتے ہیں مجھے عاشقِ لیلائے وطن

آثار آزادی

نہ کیوں ہوں اہلِ بھارت بر سرِ پیکار آزادی
کہ دنیا میں ہر اک انسان ہی حقدار آزادی

لگا لو ہتھکڑی جب تک تمہارا زور ہے اک دن
انہیں ہاتھوں نے ہونا ہے علمبردارِ آزادی

ہٹا لو سر سے خنجر یا اُڑا دو سر کو خنجر سے
بہر صورت میسر ہے ہمیں دستارِ آزادی

نہ بیٹھینگے نہ دم لینگے برابر بڑھتے جائینگے
پہنچ جائینگے زیرِ سایۂ دیوارِ آزادی

پلا قاتل کہ ہم جامِ شہادت کو ترستے ہیں
اسی مے کو پیا کرتے ہیں بادہ خوارِ آزادی

ذرا ٹھہرو مجھے پھانسی کا پھندہ چوم لینے دو
یہی تو ہے شہیدوں کے گلے کا ہارِ آزادی

محبانِ وطن بیتاب ہیں قربان ہونیکو
ہویدا ہوگئے ہیں دیش میں آثارِ آزادی

وہ دل ہی دل نہیں پہلو میں کوئی سنگریزہ ہے
نہ جس میں جوشِ حبِ قوم ہو نہ پیارِ آزادی

وہ آنکھیں داغ پیشانی ہیں ان کو پھوڑ دو صابر
نہیں موجود جن میں حسرتِ دیدارِ آزادی

بیداریٔ ہند

جب تلک غیروں کے زیرِ بار ہے ہندوستان
ناتواں و مفلس نادار ہے ہندوستان

ہر طرح مجبور ہے لاچار ہے ہندوستان
جاں بلب بیمار صد آزار ہے ہندوستان

بلبلیں صیدِ بلا۔ گل دامنِ گلچیں میں ہے
کسقدر اُجڑا ہوا گلزار ہے ہندوستان

چھین لیجاتے ہیں اس سے غیر بادۂ نشاط
اپنا خوں پیتا ہے اور سرشار ہے ہندوستان

ساغر و مینا اُٹھا کر لیگئے مطلب پرست
کسقدر بیہوش بادہ خوار ہے ہندوستان

اے غلامی لے ہمارے خون کی پیاسی "چڑیل" جا کہ صورت سے تیری بیزار ہے ہندوستان
اے سراپا رحمتِ حق! اے عروسِ حریت آ! کہ تیرا طالبِ دیدار ہے ہندوستان
زر کی طالب ہے تو زر لے۔ سر کی طالب ہے تو سر بھینٹ دینے کیلئے تیار ہے ہندوستان
ہر طرف گاتے ہیں صابرؔ لوگ آزادی کے گیت
خوبیٔ تقدیر سے بیدار ہے ہندوستان

راہِ پُرخار

ہو فدائے حریت۔ ذوقِ پرستاری نہ کر یہ نہیں ہوتا تو پھر دعوے خودداری نہ کر
جیلخانہ کی مصائب سے جو گھبراتا ہے دل شاملِ احرار ہونیکی طلبگاری نہ کر
سرفروشی کی تمنا ہے نہ جانبازی کا دم لیڈری کا دم نہ بھر تو شوقِ سرداری نہ کر
سر کے بل چلنا پڑیگا اس رہِ پرخار میں پائے ہمت لنگ ہو تو عزمِ راہواری نہ کر
گر تو آزادی کا طالب ہے تو آزادی سے لڑ مارشل لا سے نہ ڈر خوفِ گرفتاری نہ کر
دلمیں دردِ قوم ہے تو اٹھ دوائے درد ڈھونڈھ یوں لبِ ظاہر دیدۂ گریاں سے خونباری نہ کر
پاس ہے ناموسِ ملت کا تو کچھ کر کے دکھا دیش بھگتوں کی دکھاوے کو طرفداری نہ کر
دشمنِ غیرت نہ بن دشمن سے در پردہ نہ مل دیکھ او ننگِ وفا بھارت سے غداری نہ کر
موت کا کچھ ڈر نہیں صابرؔ تو میداں میں نکل
سن کے پیغامِ عمل اب عذرِ بیماری نہ کر

قومی حرارت

دیکھنا چاہے جو قاتل تو دکھا سکتے ہیں
ہم وطن کے لئے گردن بھی کٹا سکتے ہیں

دل میں جو قومی حرارت ہے نہ جائیگی کبھی
شوق سے ہمکو وہ دریا میں بہا سکتے ہیں

سر میں سودا جو سمایا ہے نہ جائیگا کبھی
سر کو وہ چاہیں تو گولی سے اُڑا سکتے ہیں

جوش ٹھنڈا کبھی ہو سکتا ہے آزادی کا؟
قید کر سکتے ہیں زنداں میں بٹھا سکتے ہیں

سختیاں سہتے ہیں ہنس ہنس کے محبانِ وطن
ہر ستم اہلِ ستم کا یہ اُٹھا سکتے ہیں

جذبہ عشقِ وطن زور و تشدد سے کبھی
نہ دبایا گیا اُن سے نہ دبا سکتے ہیں

اے ستمگار تو مظلوم کو بے بس نہ سمجھ
دل جلے آہ سے گردوں کو جلا سکتے ہیں

تجھکو صیاد! دکھا دینگے چھڑانے والے
دیش کو قیدِ غلامی سے چھڑا سکتے ہیں

جن کے سینے میں ذرا دردِ وطن ہے صابر
تیرے اشعار انہیں خون رُلا سکتے ہیں

ملک و ملت کی طرف وار سے مُنہ نہ موڑا
گرچہ آمادہ ستم پر ستم ایجاد رہے

شوقِ پرواز نہ آزاد خیالوں کا گیا
دام ڈالے ہوئے ہر چند کہ صیاد رہے

خون سے کر گئے سیراب چمن کو صابر
کیوں نہ بھارت کو شہیدوں کی سدا یاد رہے

دردِ وطن

شکایت سی نہیں واقف جفا سہنے کی قابل ہے
وطن کا درد ہے جسکو مرے پہلو میں وہ دل ہے

لئے پھرتا ہے شوقِ بادیہ پیمائی صحرا میں
دگر نہ پائے ہمت کیلئے کیا دور منزل ہے

تمنا سرفروشی کی سبب ہے سرفرازی کا
جو سر دینے کا خواہاں ہو وہ سرفرازی کے قابل ہے

چراغِ بزمِ بھارت ہو تو پھر جل کر ہی کہلاؤ
شمع نے سوزِ دل پیدا کیا تو زیبِ محفل ہے

وہ زندہ ہیں جو اپنی موت کو کارِ سہل سمجھے
جنہیں مرنا نہیں آتا انہیں جینا بھی مشکل ہے

میں کیوں بیتاب ہوں بھارت پہ مر مٹنے کو مت پوچھو
کہ پروانے کو لطفِ زندگی جلنے میں حاصل ہے

لئے جاتا ہے مجھکو سوئے مقتل شوقِ جانبازی
میں آگے آگے صابر میرے پیچھے میرا قاتل ہے

جوشِ غیرت

جوشِ غیرت سے میرا خون ابلنے کو ہے
دل ہے بیتاب کہ پہلو میں اچھلنے کو ہے

مجھکو اے شعبدۂ تقدیر ترا کیا ڈر ہے
سنگِ تدبیر-تیرے سر کو کچلنے کو ہے

سن کہ دیتا ہے صدا گنبدِ گردوں ظالم
اب ترے ظلم کا خورشید بھی ڈھلنے کو ہے

خوں شہیدوں کا بہایا ہوا نشہل نہ گیا
اب گلستانِ وطن پھولنے پھلنے کو ہے

ہر جوان صورتِ پروانہ مجسم ایثار
مضطرب شعلۂ آزادی پہ جلنے کو ہے

بلبلیں کرتی ہیں سرگوشیاں گلزاروں میں
گلشنِ ہند سے صیاد نکلنے کو ہے

صاف کہتی ہے مجھے دیش کی حالت صابر
اب فلک کوئی نیا رنگ بدلنے کو ہے

قومی جھنڈا

ای مادرِ ہندوستان ۔ خادم ہوں تیرا بیگماں ۔ کہتا ہوں بیخوف وزیاں
بھارت کا ہوں میں نوجواں
لہراؤ نگا قومی نشاں

ہوں مردِ میدانِ وطن ۔ اک گوہرِ کانِ وطن ۔ آنِ وطن جانِ وطن
ہے اس میں میری عزّ و شان
لہراؤ نگا قومی نشاں

اہلِ ستم ڈھائیں ستم ۔ جب تک کہ ہی ہاتھوں میں دم ۔ جھنڈا نہ ہونے دونگا خم
جب تک ہے میرے تن میں جاں
لہراؤ نگا قومی نشاں

سارا جہاں ہو اک طرف ۔ کون و مکاں ہو اک طرف ۔ ہفت آسماں ہو اک طرف
اور اک طرف ہندوستاں
لہراؤ نگا قومی نشاں

بھٹی میں کوئی جھونکدے ۔ کیلیں بدن میں ٹھونکدے ۔ سینے میں خنجر بھونکدے
لیکن ہی جبتک دم رواں
لہراؤ نگا قومی نشاں

آندھی چلے آفات کی ۔ دن بھی ہو صورت رات کی ۔ اک بات ہی سو بات کی

بگڑیں زمین و آسماں

لہرائونگا قومی نشاں

میدان میں چاروں طرف ۔ دشمن کھڑے ہوں صف بہ صف ۔ آتش بدم خنجر بکف

لیکن میں بے ہتھیار رواں

لہرائونگا قومی نشاں

ایسا ہوں میں ثابت قدم ۔ ایسا ہوں میں الوالعزم ۔ ہاتھوں سے نہ دونگا علم

جب تک کہ ہے تاب تواں

لہرائونگا قومی نشاں

دُکھ سہہ کے قیدِ جیل کے ۔ رنج و مصیبت جھیل کے ۔ میں اپنی جاں پہ کھیل کے

ای مادرِ ہندوستان

لہرائونگا قومی نشاں

دیوانہ ہوں ۔ دیوانہ ہوں ۔ اک عاشق مستانہ ہوں ۔ بھارت کا میں پروانہ ہوں

بھارت کی عظمت کا نشاں

لہرائونگا قومی نشاں

میں بلبلِ ہندوستاں ۔ ہندوستاں میرا مکاں ۔ بھارت ہی میرا بوستاں

صابرؔ میں اس کا پاسباں

لہرائونگا قومی نشاں !

راج کماری للتا

ایک بالکل نیا نہایت دلچسپ موثر اور سبق آموز ڈرامہ

از مہاشہ نوبہار سنگھ جی ورما آبرلوٹھانوہی

ڈرامہ کیا ہے محبت کے کارناموں کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جسمیں دکھلایا گیا ہے کہ کس طرح محبت دولت کے مقابلہ میں کامیاب ہوتی ہے رانا رتن سنگھ کی دختر نیک اختر راجکماری للتا کی شادی راجکمار تیج سنگھ سے کرنی چاہتے ہیں جسے اپنی دولت اور جاہ وحشمت کا گھمنڈ ہے راجکماری للتا محبت کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتی اور ہزاروں آفتیں اور مصیبتیں اٹھانے پر بھی اپنے ارادہ پر قائم رہتی ہے۔ آخر میں اسکی شادی بنتاب سے ہو جاتی ہے یہ تمام سین ایسے دلچسپ موثر پیرایہ میں لکھے گئے ہیں کہ ایک دفعہ شروع کرکے بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ ساتھ ساتھ کومک پارٹ بھی دیا گیا ہے جسے پڑھکر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑجاتے ہیں۔ ضرور منگوا کر پڑھیئے۔ ناپسند ہو تو دام واپس دیں گے۔

قیمت صرف ۸ محصولڈاک علاوہ ہوگا

المشتہر: منیجر گپتا اینڈ کمپنی گپتا بھون

ٹوہانہ۔ ایس۔ بی۔ ریلوے

مصنف ہذا کی دیگر عنقریب شایع ہونیوالی کتب

تصویر وطن (ڈرامہ)

سیاسی دنیا میں تہلکہ مچانیوالی معرکۃ الآرا تصنیف بھارت کے نجات دہندہ مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں آزمائی گئی شانت مئی جنگ کی صحیح تاریخ ڈرامہ کی شکل میں عنقریب شایع ہونے والی ہے۔

غلامی کی کروٹ بدلنے والے سیاسی انقلاب کے خواہشمند وطن پرستوں کی قربانیوں کا سچا فوٹو دیکھنے کے شائقین اس ہنگامہ خیز کتاب کے مطالعہ سے محروم نہ رہیں قیمت عہ

درد وطن (ڈرامہ)

عوام کے دلوں میں دیش بھگتی کی آگ بھڑکانے والی اور ۷ لاکھ گاؤں میں رہنے والے ۲۹ کروڑ انسانوں کو خواب غفلت سے جگا کر سوشل اور پولیٹیکل غلامی سے نجات دلانیوالی اچھوتی کتاب قیمت ۱۰/+

انقلابی شعلے

جذبۂ حب الوطنی سے لبریز۔ آزادی کی آگ بھڑکانے والی بھڑکتی ہوئی قومی نظموں کا مجموعہ۔ قیمت ۲/

ملنے کا پتہ

سردار نوبہار سنگھ صابر ٹوہانوی

ہریہ سٹریٹ ٹوہانہ ضلع حصار